AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سلمیٰ اعوان کا سفر نامہ " سندر چترال" اور تانیثیت کے متنوع زاویے

بشریٰ ظہور
پی ایچ۔ ڈی اسکالر، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور
ڈاکٹر طاہرہ سرور
ایسوسی ایٹ پروفیسر، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

Abstract
This study examines the diverse dimensions of feminism in Salma Awan's travelogue Sundar Chitral. The travelogue presents Chitral's natural beauty, cultural traditions, social customs, and everyday life while highlighting the social, cultural, and economic status of women in the region. Through her observations and experiences, the writer explores women's roles within the family and society, their participation in economic activities, and the challenges they face because of patriarchal structures and gender discrimination. Particular attention is given to the lives of Kalash women, their hard work, cultural identity, and restricted access to certain resources despite their contributions to society. The study also examines the representation of women's experiences, interpersonal relationships, and traditional attitudes towards women. Moreover, the writer's descriptive style, use of the stream-of-consciousness technique, and reflections on local customs contribute to the feminist dimensions of the travelogue. The study demonstrates that Sundar Chitral is not merely a narrative of travel and natural scenery; it also offers insight into women lived experiences and their position within a particular cultural and social environment. Through these observations, Salma Awan draws attention to the relationship between gender, culture, social status, and economic inequality.

Keywords:
Salma Awan, Sundar Chitral, Feminism, Kalash Women, Patriarchy, Gender Discrimination, Women's Social Status, Cultural Identity, Women's Economic Position, Travel Writing.

نسائیت کے مفہوم اور اس کے نظریاتی پس منظر کو سمجھنے کے لیے عورت کی تاریخی حیثیت، سماجی مقام اور حقوق سے متعلق تصورات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ مختلف معاشروں میں عورت کو طویل عرصے تک ایسے امتیازی رویّوں کا سامنا رہا جن کے باعث اس کی صلاحیتوں، ذہنی استعداد اور فکری قابلیت کو مناسب اہمیت نہیں دی گئی۔ اسے اکثر مرد کے مقابلے میں کم تر سمجھا گیا اور زندگی کے اہم معاملات میں اس کی فیصلہ سازی کی آزادی محدود رہی۔ ان رویّوں نے عورت کی انفرادی شناخت کے ساتھ ساتھ معاشرتی زندگی میں اس کے کردار کو بھی متاثر کیا۔

تاریخِ تمدن اور تہذیب کے روایتی بیانیوں میں بھی عورت کی خدمات، تجربات اور فکری کاوشوں کو ہمیشہ مناسب جگہ نہیں مل سکی۔ اس صورتِ حال کے نتیجے میں عورت کے مقام، حقوق اور سماجی حیثیت پر از سرِ نو غور کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ نسائیت اسی فکری بحث سے وابستہ ایک تصور ہے، جس میں عورت کی انسانی حیثیت، تعلیم، آزادیِ اظہار، معاشی خود مختاری، مساوی مواقع اور سماجی انصاف جیسے موضوعات کو اہمیت حاصل ہے۔ تاہم اس کے مختلف نظریاتی رجحانات عورت کی آزادی، خاندانی نظام، ثقافتی روایات اور معاشرتی ڈھانچے کے بارے میں الگ الگ نقطۂ نظر رکھتے ہیں۔

نسائیت کو صرف مغربی فکر کی پیداوار قرار دینے یا اسے تمام معاشروں میں یکساں صورت میں موجود سمجھنے کے بجائے اس کے تاریخی ارتقا اور مختلف تہذیبی پس منظر کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ عورت کے حقوق اور سماجی مقام سے متعلق مباحث مختلف ادوار میں مختلف صورتوں میں سامنے آتے رہے ہیں جب کہ نسائیت کی جدید اصطلاح اور تحریکوں کی تشکیل مخصوص تاریخی حالات میں ہوئی۔ اس لیے نسائیت کے بنیادی مقاصد، نظریاتی اختلافات اور معاشرتی اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے اس کے تاریخی تناظر اور مختلف معاشروں میں عورت کے تجربات کو بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ اس بارے میں انیس ہارون لکھتے ہیں:

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"عموماً یہ تحریک کو مغرب زدگی اور خواتین کی بے لگام آزادی سے منسوب کیا جاتا ہے۔ آپ نے خواتین سے یہ بھی سنا ہو گا کہ ہمارے ملک میں عورت دور استحصال کا شکار ہے یا ان پر بڑا ظلم ہوتا ہے مگر دوسرے ہی سانس میں وہ کہتی ہے کہ میں فیمینسٹ نہیں ہوں ان میں پیشہ ور خواتین سے لے کر ادیب شاعر بھی شامل ہیں جو ہمیشہ عورتوں کے حق میں آواز بلند کرتی ہیں مگر اپنے آپ کو فیمینسٹ کہلانا پسند نہیں کرتی کیونکہ ذہن میں ایک مغربی نظریہ ہے جسے مردوں سے نفرت، انتہا پسند نسوانیت اور گھر تباہ کرنے کا محرک سمجھا جاتا ہے حالانکہ یہ حقیقت نہیں ہے۔ خواتین پر ظلم وزیادتی کے خلاف آواز اٹھانا اور ان کے حقوق کی بات کرنا فیمنزم ہے۔"1

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مطابق

"Feminism is an awareness of women's operations and explorer station in society at the place of work within the family and conscious or action to change this situation. "2

فیمینزم (Feminism) یا نسائیت ایک سماجی، فکری اور نظریاتی تحریک ہے جس کا بنیادی مقصد عورتوں کے مساوی حقوق، سماجی انصاف، آزادی، خود مختاری اور انسانی وقار کا تحفظ ہے۔ یہ تحریک ان سماجی، معاشی، سیاسی اور تعلیمی ناہمواریوں کے خلاف شعور پیدا کرتی ہے جن کے باعث عورتوں کو اپنی صلاحیتوں کے اظہار، تعلیم کے حصول، روزگار اختیار کرنے، اپنی رائے دینے اور زندگی سے متعلق فیصلے کرنے میں رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ فیمینزم کے تحت عورتوں کے استحصال، امتیازی سلوک اور صنفی ناانصافیوں کی نشان دہی کرنے کے ساتھ ان کے اسباب کا تجزیہ اور معاشرتی رویّوں، قوانین اور روایات میں اصلاح کی ضرورت کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ برصغیر میں عورت کی تاریخی حیثیت کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مختلف ادوار میں اسے اکثر ایک خود مختار شخصیت کے بجائے خاندانی، سیاسی اور معاشی مفادات کے تناظر میں دیکھا گیا۔ تاریخ میں ایسی مثالیں ملتی ہیں جن میں عورت کی ازدواجی زندگی کو سیاسی مصلحتوں اور اقتدار کے حصول سے وابستہ کیا گیا۔ مثلاً بابر نے اپنی بہن خانزادہ بیگم کی شادی شیبانی خان سے کی، جبکہ اکبر کے دور میں راجپوت حکمرانوں نے مغل سلطنت سے سیاسی تعلقات مستحکم کرنے کے لیے اپنی بیٹیوں کی شادیاں مغل خاندان میں کیں۔ اسی طرح جنگوں میں خواتین کو غلام اور کنیزیں بنانے کے واقعات بھی ملتے ہیں۔ یہ مثالیں ظاہر کرتی ہیں کہ بعض تاریخی نظاموں میں عورت کی خود مختاری کے بجائے اسے سیاسی اور خاندانی مفادات کے تابع رکھا گیا، جس کے تناظر میں فیمینزم عورت کے حقوق، مساوی مواقع اور معاشرتی حیثیت کے تحفظ کے لیے اہمیت رکھتا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر مبارک علی لکھتے ہیں:

"یہ سارے عمل کا المیہ یہ تھا کہ عورت قربانی کے بعد گمنام ہو جاتی ہے۔ اس کے کردار اس کے بعد ختم ہو جاتا ہے، اس کی قربانی کے نتیجے میں جو فوائد ہوتے تھے وہ تمام مردوں کو ملتے تھے اور ان قربانیوں کے بعد بھی عورت کا سماجی رتبہ بڑھا نہیں تھا اس سے مردوں کو حوصلہ افزائی ہوئی کہ وہ اپنے مقاصد کے لیے عورت کو استعمال کریں، چنانچہ ہماری تاریخ چاہے یورپ کی ہو یا ایشیا، افریقہ کی ان میں عورت مرد کے مفادات کے لیے استعمال ہوتی ہے۔"3

تاریخی ادوار میں عورت کے حقوق اور خود مختاری کے حوالے سے پائی جانے والی ناہمواریوں کے ردِ عمل میں تانیثی فکر نے فروغ پایا، جس نے عورت کی سماجی حیثیت اور انفرادی شناخت کو اہمیت دی۔

اردو ادب میں رشید جہاں، عصمت چغتائی، ہاجرہ مسرور، خدیجہ مسرور، جیلانی بانو، واجدہ تبسم، جمیلہ ہاشمی، زاہدہ حنا، قرۃ العین حیدر، بانو قدسیہ اور سلمیٰ اعوان نے نسائی مسائل کو اپنے تخلیقی ادب کا موضوع بنایا۔ جدید افسانہ نگاروں کی تحریروں میں احتجاجی رویہ نمایاں ہے جہاں عورت کو محض وفاداری، ایثار اور قربانی کی علامت بنانے کے بجائے اپنی ذات کے شعور، انفرادی شناخت اور وجود کا احساس رکھنے والی شخصیت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ تاہم، بعض مصنفات کے ہاں احتجاج کی شدت کے بجائے نرم اور دھیمے اسلوب میں نسائی مسائل کی ترجمانی ملتی ہے۔ ترنم ریاض، مشہدی شاہ، نگار عظیم، عمر جہاں، تبسم فاطمہ، صبوحی طارق، تسنیم فاطمہ، عروج فاطمہ اور رخسانہ صدیقی کی تخلیقات اسی موضوعاتی تنوع اور اسلوبی تازگی کی نمائندگی کرتی ہیں۔

اردو سفر نامہ نثری اصناف میں اپنی الگ شناخت کا حامل ہے اور اردو ادب میں سیاسی، تاریخی، تحقیقی، مذہبی، تفریحی اور تانیثیت کے حامل سفر نامے مشاہدہ کیے جاسکتے ہیں۔ آج کا سفر نامہ صرف سفر کی روداد ہی نہیں بلکہ ادبی اور تخلیقیت کی حامل صنف بن چکا ہے۔ سلمیٰ اعوان بھی اپنے سفر نامے میں

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یادوں، خوشگوار تجربات کو سموتے ہوئے حال کو بیان کرتی ہیں۔ سلمی اعوان ایک آزاد منش سیاح کی صورت میں تنہا بے فکری سے اپنے سفر کو صفحہ قرطاس پر منتقل کرتی چلی جاتی ہیں، سلمی اعوان شمال کے دور افتادہ علاقوں، وہاں بسنے والے لوگوں کو ذکر کرتی ہیں ۔ سلمی اعوان اپنے سفر نامے میں دو پہلوؤں کے تحت سفر کرتی ہیں یعنی ظاہری اور باطنی، اپنے سفر نامے "سندر چترال" مین شمالی علاقہ جات کی دلکشی، خوبصورتی، معمولات زندگی، عورتوں کی مشقت، گھریلو عورتوں کے کردار، کا حسین امتزاج ہے۔ یہ سفر نامہ بالا کوٹ سے چترال تک دو الگ الگ تہذیبوں میں عورت کے کردار کو پیش کرتا ہے۔

سفر نامے کا انتساب ملاحظہ کریں:

"اپنی بیٹی سعدیہ عمران
بھتیجی نبیلہ رحمن
اور چترالی بیٹیوں کے نام"4

چترال کے سفر میں ان کی بیٹی اور بھتیجی بھی مصنفہ کے ساتھ شریک سفر تھی۔ ابواب بندی میں تانیثیت ملاحظہ کریں:

"باب چترال شاہی قلعہ۔ مشی خان اور لاکاش ڈرامہ۔ باب 3، کوہ قاف کی پریاں۔ یونانی لڑکیاں، کرا کائل اور جستھا کن، باب 14، گرم چشمہ۔ پری خوان، نشقر۔ پائین و بالا" 5

پیش لفظ میں چترال کا واقعہ بیان کرتے ہوئے مصنفہ، جو تانیثیت میں اپنی ایک الگ شناخت رکھتی ہیں ۔ تانیثیت کو یوں بیان کرتی ہیں:

"ہماری اماں گھر میں داخل ہوئیں۔ بلند آہنگ آواز میں، سبحان اللہ، سبحان اللہ،، کہتے ہوئے وہ تیسری بار پھر سبحان اللہ کے ورد کے ساتھ گویا ہوئی۔ " 6

سفر نامے کے فنی اور فکری پہلوؤں میں تانیثیت کے تصورات کا مطالعہ مصنفہ کے مشاہدات، منظر نگاری اور ابواب بندی کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔ مصنفہ مختلف مقامات، وہاں کے ماحول اور مقامی خواتین کے رہن سہن کو تانیثی نقطۂ نظر سے پیش کرتی ہیں جس سے عورت کی سماجی حیثیت اور ثقافتی شناخت کے مختلف پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔

سفر نامہ "سندر چترال " میں مصنفہ کیلاش کی لڑکیوں، مقامی ثقافت، ہرے بھرے درختوں اور شام کی ٹھنڈی ہواؤں کا ذکر کرتے ہوئے وادی کے قدرتی حسن اور معاشرتی ماحول کو اجاگر کرتی ہیں۔ شعور کی رو کی تکنیک کے ذریعے وہ اپنے مشاہدات اور تاثرات کو بیان کرتی ہیں۔ اس ضمن میں بمبوریت کا ذکر بھی اہم ہے، جو چترال کی ایک بڑی وادی ہے اور تقریباً بارہ گاؤں پر مشتمل ہے۔ مصنفہ کے یہ مشاہدات سفر نامے کے فنی اسلوب کے ساتھ ساتھ مقامی خواتین کی زندگی اور ثقافتی ماحول کو سمجھنے میں بھی معاون ثابت ہوتے ہیں۔ مصنفہ لکھتی ہیں:

" مکئی اور گندم کے کھیت درختوں کے سلسلے اور مکانات پھر جیسے اس منظر میں سڑک کے کنارے چلتی چند کیلاشی لڑکیاں ابھری، اجلی رنگت، سیاہ پیرہن اور رنگ رنگیلے موتیوں ہاروں سے مزین گھنیری راتوں میں جیسے چاند چمکے، پتہ نہیں مجھے کیا ہوا میرے دل کو کسی نے مٹھی میں لے لیا، بہت پرے بہت دور ایک گاؤں میں لالٹین کی روشنی میں، کہانیوں کی کتاب پڑھتی ایک لڑکی آگئی جو پوہ ماگھ کی سرد راتوں میں پڑھتی تھی۔ بہت دور، اونچے پہاڑوں سے بھی پرے ایک ملک تھا جس کا نام کافرستان تھا، جہاں پریاں رہتی تھیں۔۔۔ میرے بچپن کی ساری فنٹسی مجسم ہو کر میرے سامنے تھی۔" 7

اس سفر نامے میں سلمی اعوان اپنی بیٹی اور بھتیجی کے ہمراہ سفر کرتی ہیں، تاہم ان کے مشاہدات میں دیگر خواتین اور بچیوں کی موجودگی بھی نمایاں ہے۔ مختلف مواقع پر بچیاں اپنی بات منوانے کے لیے خاندان کی خواتین، مثلاً چچیوں، خالاؤں اور ممانیوں سے رابطہ کرتی ہیں۔ یہ طرزِ عمل خاندانی تعلقات میں خواتین کے باہمی روابط اور ان کے کردار کو اجاگر کرتا ہے۔ اس طرح سفر نامے میں تانیثیت کا ایک ایسا پہلو سامنے آتا ہے جس میں عورتوں کے باہمی تعلقات، خاندانی معاملات میں ان کی شرکت اور ایک دوسرے پر انحصار کی صورتیں نمایاں ہوتی ہیں۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

چترال کی وادیاں اپنے قدرتی حسن کے باعث مصنفہ کی توجہ کا مرکز ہیں، تاہم وہ وہاں کی بچیوں اور مقامی ثقافت کے مختلف مظاہر کو بھی خصوصی اہمیت دیتی ہیں۔ چترال کے مختلف علاقوں کی سیاحت کے دوران مصنفہ ایک ایسے گائیڈ سے ملتی ہیں جس کے تھیلے میں متعدد نادر تصاویر موجود ہیں۔ ان تصاویر میں کیلاشی لڑکیوں، قبرستانوں میں رکھے ٹوٹے پھوٹے تابوتوں، انسانی باقیات اور چوب کاری کے اعلیٰ نمونوں کو دکھایا گیا ہے۔ ان مناظر کو دیکھ کر مصنفہ حیرت کا اظہار کرتی ہیں اور گائیڈ سے ان کے بارے میں دریافت کرتی ہیں۔ اس واقعے میں مقامی ثقافت، تاریخی آثار اور کیلاشی لڑکیوں کی تصویری نمائندگی کے ذریعے تانیثیت کا ایک اور زاویہ سامنے آتا ہے، جس میں عورت کو محض قدرتی مناظر کا حصہ بنانے کے بجائے اس کی ثقافتی شناخت اور مقامی معاشرت میں اس کی موجودگی کو بھی اہمیت دی گئی ہے۔ مصنفہ تانیثیت کا ایک اور زاویہ بیان کرتی ہیں:

> "یہ بشالینی کیا ہے؟ میرے استفسار پر گویا ہوا آپ اسے لیڈیز نرسنگ ہوم کہہ سکتی ہیں، ہمارے مذہبی عقیدے کے مطابق ایام کے دنوں میں عورت ناپاک اور نجس ہوتی ہے وہ گھر میں عام لوگوں کے ساتھ نہیں رہ سکتی بشالینی اسی مقصد کے لیے ہے کہ یہاں عورت تکلیف کی ان ایام کو آرام، فراغت اور ساتھی خواتین کے ساتھ گپ شپ لگا کر گزارے۔ نہ پکانے کا جھنجھٹ نہ بھیڑ بکریاں چرانے کی ذمہ داری نہ فصلوں کی گڈائی تلائی اور کٹائی۔۔۔ بس موج ہی موج۔۔۔ پکا پکایا کھانا گھر والے دروازے پر رکھ جاتے ہیں ۔"8

چترالی معاشرے کے رسم و رواج، عورتوں کے بارے میں مردوں کے تصورات اور ان کے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک پر ایک عمر رسیدہ خاتون کے ساتھ گفتگو سفر نامے میں تانیثی شعور کی عکاسی کرتی ہے۔ اس گفتگو میں عورت کی سماجی حیثیت، معاشرتی روایات اور صنفی رویّوں جیسے موضوعات زیرِ بحث آتے ہیں۔ عمر رسیدہ خاتون کے مشاہدات اور تجربات کے ذریعے چترالی معاشرے میں عورت کی زندگی کے مختلف پہلو سامنے آتے ہیں۔ اس طرح مصنفہ ایک مقامی خاتون کے نقطۂ نظر کو اہمیت دیتے ہوئے عورت کے تجربات کو سفر نامے کا حصہ بناتی ہیں۔ یہ موضوع نسوانی عالمگیریت کے تصور سے بھی مطابقت رکھتا ہے، کیونکہ عورتوں کے حقوق، سماجی مقام اور صنفی امتیاز سے متعلق مسائل مختلف معاشروں میں الگ صورتوں کے باوجود ایک وسیع تر انسانی اور سماجی تناظر رکھتے ہیں۔

> "کوئی ایسا ڈھکا چھپا مسئلہ تو نہیں تھا پھر بھی پیشانی عرق آلود تھی۔ شاید اس لیے کہ ماحول اور معاشرے نے ہمیشہ اسے مخفی رکھنے والا ناپسندیدہ عمل سمجھا۔ ایام میں جب بھی تکلیف کے باعث بستر پر لیٹے ابا چاچا میں سے کسی نے پوچھا اماں نے ترت سے جواب دیا" ارے سر میں درد تھا پیٹ میں اپھارہ کی شکایت ہے بیٹی تھی تو ماں بنی تو یہی کچھ سنایا، اور جب کوئی لڑکی پہلی بار بالغ ہوتی ہے، سلسلہ کلام دوبارہ جوڑا، خاندان کی بزرگ عورتیں، لڑکی کی سہیلیاں پھل اور پھولوں کی سنگت میں اسے بصد عزت و احترام بشالینی لاتی ہیں۔"9

مصنفہ چترالی معاشرے کے رویّوں کا مشاہدہ کرتے ہوئے اس خیال کا اظہار کرتی ہیں کہ یہ ایک وسیع القلب معاشرہ ہے جہاں عورت کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ تاہم، وہ اس تاثر کو محض ایک حتمی نتیجے کے طور پر پیش کرنے کے بجائے ایک واقعے کے بیان کے ذریعے اس معاشرتی رویّے کے مختلف پہلوؤں کو سامنے لاتی ہیں۔ اس مقام پر شعور کی رو کی تکنیک کا استعمال مصنفہ کے ذہنی تأثرات، خیالات اور مشاہدات کو مربوط انداز میں پیش کرتا ہے۔ یوں عورت کے سماجی مقام اور اس کے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک کے بارے میں مصنفہ کی سوچ سفر نامے میں تانیثی شعور کو نمایاں کرتی ہے۔

> "ساتویں میں پڑھنے والی ایک 12 سال کی لڑکی دو منزلہ گھر کی چھت پر بنی لیٹرین سے دو دو چھلانگیں مارتی نیچے ڈیوڑھی میں اپنی ماں اور ماسیوں کے پاس آئی تھی، اڑی رنگت، خوف سے پھٹی آنکھیں، کانپتے لرزتے ہاتھوں اور ہونٹوں کے ساتھ۔ اس کی ماں نے اپنے سینے پر دو ہتڑ مارا اور روتے ہوئے کہا قسمت کھوٹی، ماسیوں نے صورتحال کو سنبھالا رات گئے تک ماں کا واویلا کرنا اسے آج بھی یاد ہے کہ حیض کی آمد نے اس کی بیٹی کے ناٹے قد کی بڑھوتی پر ٹھپہ لگا دیا۔" 10

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مصنفہ حیض جیسے ایک فطری حیاتیاتی عمل، جو بلوغت اور تولیدی صحت سے وابستہ ہے، کے بارے میں معاشرتی توہمات اور غلط تصورات کی نشان دہی کرتی ہیں۔ ان غیر سائنسی قیاس آرائیوں اور فرسودہ روایات کے باعث کم عمر بچیوں کو ذہنی دباؤ، سماجی پابندیوں اور احساسِ کمتری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح ایک فطری عمل کو معاشرتی بدنامی سے وابستہ کر کے بچیوں کی زندگی محدود کر دی جاتی ہے۔ یہ صورتِ حال عورت کے جسم، صحت اور زندگی سے متعلق فیصلوں پر معاشرتی تصورات کے اثرات کو نمایاں کرتی ہے اور سفرنامے میں تانیثی شعور کے ایک اہم پہلو کو اجاگر کرتی ہے۔

کیلاشی معاشرے کی تمدنی زندگی اور عورت کے استحصال، مرد کی خصوصیات کو یوں بیان کرتی ہیں :

> "اس معاشرے میں مرد کو اونچا مقام حاصل ہے کالاشی عورت بہت کم تر سمجھی جاتی ہے لو مرد تو قدیم وجدید ہر سوسائٹی میں ہر معاشرے پر ہر تہذیب میں ہمیشہ ٹلے چڑھا رہا بیچاری عورت زمانوں سے پیچ رہی نیچے کے معاشرے میں آج بھی پاؤں کی جوتی ہے جب چاہا پہنی جب چاہا اتار پھینکی۔ نر جانور کا گوشت اسے منع ہے۔ نر کی تخصیص کیوں؟ ویسے گوشت تو اب ڈاکٹروں نے خوراک سے منع تو کر دیا ہے ہاں کالاشی مرد عورت پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھاتا اسے لعن طعن نہیں کرتا یہ ہوئی نا قابل تعریف بات۔ " 11

مصنفہ کیلاشی معاشرے میں مرد کے بلند سماجی مقام کے ساتھ ساتھ اس معاشرے کے دیگر نمایاں ثقافتی اور معاشرتی پہلوؤں کا بھی احاطہ کرتی ہیں۔ وہ مقامی رسم ورواج اور معاشرتی رویّوں کے بیان کے ساتھ عورتوں کو درپیش مسائل اور ان کے ساتھ روا رکھے جانے والے ناروا سلوک کو بھی موضوعِ بحث بناتی ہیں۔ اس طرح سفرنامے میں عورت پر ہونے والی مختلف زیادتیوں کا ذکر کرتے ہوئے مصنفہ صنفی ناہمواری اور عورت کی سماجی حیثیت سے متعلق اہم سوالات اٹھاتی ہیں۔ ان کا یہ اندازِ بیان سفرنامے میں تانیثی شعور کو نمایاں کرتا ہے اور عورت کے تجربات کو معاشرتی مطالعے کا اہم حصہ بناتا ہے۔

> "برون میں موجود جناح کا ہوٹل ہے۔ اس ہوٹل میں ناشتے میں شہد کے ساتھ اخروٹ کی گری کے امیزے سے بنائی ہوئی روٹی تھی۔ انڈے کا آملیٹ تھا جسے کھاتے ہوئے بہت لطف آیا۔ بتایا گیا کہ یہاں بڑے جالی دار بکس میں شہد کی مکھیوں سے شہد بنانے کا کام کیا جاتا ہے۔ یہ گھریلو صنعت کالاش کی تینوں وادیوں میں بہت عروج پر ہے لیکن کالاش عورت کے لیے اس کا چکھنا حتی کہ چھونا تک مذہبی نگاہ سے ممنوع ہے کیونکہ ان کے عقیدے کے مطابق عورت نجس ہے اور اس کے کھانے کی صورت میں اس گھر سے شہد مفقود ہو جاتا ہے۔"12

سفرنامہ "سندر چترال " میں سلمٰی اعوان چترال کی عورت کی ثقافتی، سماجی اور معاشی حیثیت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہیں۔ مصنفہ کے مشاہدات کے مطابق، چترال میں شہد ایک اہم سوغات اور صنعت کی حیثیت رکھتا ہے، لیکن کھیتوں، کھلیانوں اور باغات میں سخت محنت و مشقت کرنے والی عورت کو اس نعمت سے استفادے کی اجازت نہیں۔ کیلاشی عورت کی خوب صورتی اور محنت سے بھرپور زندگی کے بیان کے ساتھ یہ صورتِ حال اس معاشرتی تضاد کو نمایاں کرتی ہے جس میں عورت عملی طور پر معاشی سرگرمیوں میں اہم کردار ادا کرتی ہے مگر اس کے باوجود بعض بنیادی سہولتوں اور وسائل تک اس کی رسائی محدود رہتی ہے۔ مصنفہ اس مثال کے ذریعے پدرسری نظام اور صنفی امتیاز کے ان پہلوؤں کی نشان دہی کرتی ہیں جو عورت کی زندگی، سماجی حیثیت اور اختیارات پر اثرانداز ہوتے ہیں۔

"سندر چترال " میں تانیثی شعور کی عکاسی عورت کے روزمرہ تجربات، محنت، معاشرتی مقام اور اس کے ساتھ روا رکھے جانے والے امتیازی سلوک کے بیان سے ہوتی ہے۔ سلمٰی اعوان قدرتی مناظر اور مقامی ثقافت کی منظرکشی تک محدود نہیں رہتیں بلکہ ان کے مشاہدات عورت کی زندگی سے وابستہ ان سماجی حقائق کو بھی سامنے لاتے ہیں جو بظاہر معمول کا حصہ سمجھے جاتے ہیں۔ عورت کی محنت اور اس کے حقوق کے درمیان موجود تفاوت، خاندانی و معاشرتی روایات کا اثر اور مردانہ بالادستی کے مظاہر اس سفرنامے کو تانیثی مطالعے کے لیے اہم بناتے ہیں۔ اس طرح مصنفہ کے مشاہدات عورت کی سماجی و معاشی حیثیت پر غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں اور واضح کرتے ہیں کہ کسی معاشرے میں عورت کے حقیقی مقام کا تعین محض اس کے احترام کے دعووں سے نہیں، بلکہ اس کے حقوق، اختیار اور وسائل تک رسائی سے بھی ہوتا ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حوالہ جات

ا۔ انیس ہارون، فیمنزم اور پاکستانی عورت فیمینزم اور ہم (ادب کی گواہی) وعدہ کتاب گھر، کراچی، 2013ء، ص12، 11

2۔ ترجمن آرا، تانیثیت کے نقوش ایک تعارف، فکشن ہاؤس، لاہور، 2017ء، ص80

3۔ مبارک علی، ڈاکٹر، عورت: تاریخ کیا کہتی ہے؟، آدھی عورت پورا ادب، فکشن ہاؤس، لاہور 2017ء، ص27

4۔ سلمٰی اعوان، سندر چترال، الفیصل، لاہور، 2004ء، انتساب

5۔ ایضاً، ص2

6۔ ایضاً، ص3

7۔ ایضاً، ص27

8۔ ایضاً، ص 33

9۔ ایضاً، ص34

10۔ ایضاً، ص35

11۔ ایضاً، ص35

12۔ ایضاً، ص 42

کتابیات

انیس ہارون، فیمنزم اور پاکستانی عورت فیمینزم اور ہم (ادب کی گواہی) وعدہ کتاب گھر، کراچی، 2013ء

ترجمن آرا، تانیثیت کے نقوش ایک تعارف، فکشن ہاؤس، لاہور، 2017ء

سلمٰی اعوان، سندر چترال، الفیصل، لاہور، 2004ء

مبارک علی، ڈاکٹر، عورت: تاریخ کیا کہتی ہے؟، آدھی عورت پورا ادب، فکشن ہاؤس، لاہور 2017ء